السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وہ شخص جو حقوق العباد کا قاتل یا تارک ہو اور اس کا بال بال قرض میں پھنسا ہو تو کیا وہ امامت کے قابل ہے۔ جبکہ قرض بھی دنیاوی رنگ رلیوں کے لیے لیا گیا ہو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وبشرط صحت کاتب واضح ہو کہ حقوق العباد کی ادائیگی میں غفلت اور تساہل ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کہ شہید فی سبیل اللہ کو بھی معاف نہیں ہوتا جبکہ شریعت کی نگاہ میں امامت ایک مقدس اور واجب الاحترام عہدہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے : ...وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ... الفرقان 74 کہ اے میرے پروردگار ہمیں نیک لوگوں کا امام بنا، اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے

(اِجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ ۔ (اخرجہ الدارقطنی ص۹۷، والبیہقی ص۹۰ ج ۲۔ قال البیہقی اسناد ضعیف۔ مرعاة شرح المشکوۃ ص ۱۱۰ ج ۲

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے میں اچھے لوگوں کو اپنا امام بنایا کرو کیونکہ وہ رب تعالی کے حضور تمہاری نمائندگی کرتے ہیں۔''

وَقَدْ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي تَرْجَمَةِ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ عَنْهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : «إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ، فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ» (ویؤید ذلک حدیث ابن عباس المزکور فی الباب نیل الاوطار بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ص ۳۹۴ ج ۱ طبع دھلی۔)

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی نمازوں کو مقبول دیکھنا پسند کرتے ہو تو تمہارے امام تمہارے نیک لوگ ہونے چاہییں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ تمہارے نمائندے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ حقوق العباد کے تارک امام کی اقتدا اچھی نہیں۔''

اور جہاں تک امام کے مقروض ہونے کا سوال ہے تو واضح رہے کہ مقروض آدمی تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ اول یہ کہ مقروض نے یہ قرضہ ادائیگی کی نیت سے جائز ضرورت کے تحت لیا ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ضرورت تو جائز ہو مگر بوقت وعدہ یا بوقت استطاعت واپس کرنے کی نیت نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ نہ ضرورت ہی جائز ہو اور نہ واپس کرنے کی نیت ہو اور تینوں کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مقروض امام پہلی حالت میں ہو تو اس صورت میں نہ صرف قرضہ لینا جائز ہے بلکہ اس کی اقتدا میں نماز بھی بلاشبہ جائز ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ... البقرة 282

''مسلمانو! جب تم ایک مدت مقرر تک قرضہ کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔''

اس آیت کریمہ سے جہاں قرض کا معاملہ جائز ٹھہرا وہاں اس معاملہ کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم بھی معلوم ہوا۔ مگر یہ حکم امر ارشاد ہے۔ امر وجوب نہیں۔

چنانچہ تفسیر جمل میں ہے:

(أمر ارشاد ای تعليم ترجع فائدته إلی منافع الخلق دنیاهم فلا یثاب علیه المکلف الا ان قصد الامتثال۔ حاشیہ جلالین۔ (نمبر ۱۳ ص ۳۳ سورہ بقرہ

اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود امام الاولین والآخرین ﷺ بسا اوقات مقروض ہو جاتے تھے۔ جب کہ امام بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ سنن ابی داوٗد میں ہے:

(عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي» (سنن ابی داوٗد؛ ص ۴۷۵ ج ۳ باب فی حسن انقضاء

''جناب محارب بن وثار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ قرض واپس لینا تھا تو میرے مطالبہ پر آپ نے نہ صرف میرا قرض واپس کیا بلکہ مزید بھی عطا فرمایا۔''

لہٰذا ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ہنگامی طور پر جائز ضرورت کے تحت امام قرض لے سکتا ہے اور ایسے پیش امام کی اقتدا میں نماز تو جائز ہے۔ بشرطیکہ اس پیش امام میں مقروض ہونے کے علاوہ کوئی اور شرعی مانع موجود نہ ہو۔

اوراگر مقروض پیش امام دوسری حالت میں ہو تو قرض واپس کرنے میں ایچ پیچ اورٹال مٹول کرنے کی وجہ سے ظلم جیسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے امامت جیسے واجب الاحترام میں عہدہ کے قطعاً قابل نہیں، جیسا کہ صحیحین، سنن ابی داؤداور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

(أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ۔ (سنن ابی داوٗد؛ ص۴۷۵ج ۲، جامع ترمذی : ص ۱۶۰ج ۱

''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا ظلم ہے ۔''

علی ہذاالقیاس تیسری حالت کا مقروض پیش امام امامت کے قطعاً قابل نہیں ۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ قرض نمودوریا اور نمائش کے لیے اٹھایا ہو۔ ایسے مسرف اور فضول خرچ شخص کو امام مقرر کرنا، شریعت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اور آیت

وَلَاتُبَذِّرْتَبْذِيْرًا ‌ ٢٦ ‌ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓااِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ‌ ٢٧ ‌ ...الإسراء

''اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤکہ فضول خرچی کرنے والے توشیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والایعنی ناشکرا ہے ۔''

کے مطابق توایسی بری عادت ایک عام مسلمان کوزیب نہیں دیتی چہ جائیکہ پیش امام ایسی خلاف شرع حرکت کا مرتکب ہو۔ اعاذنااللہ منہ، ایسا شخص اگر امامت کروارہا ہو تو اگر جماعتی انتشار کا خطرہ نہ ہو اور بس بھی چلتا ہو تو اسے امامت سے فوراً سبکدوش کر دینا چاہیے۔ ہاں اگر اتفاقاً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجائے گی۔ امام بنانا بہر حال ناجائز ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص427

محدث فتویٰ